بلاسود بنکاری

مسائل، مشکلات اوران کے حل کی تدابیر

ماخوذ از بلاسود بنکاری رپورٹ

پیش کنندہ: جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن سابق چیرمین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

(دوسری قسط)

نوٹ: زیرنظر رپورٹ کی پہلی قسط مجلّہ فقہ اسلامی کے ماہ ستمبر کے شمارہ میں شائع ہوچکی ہے۔اس رپورٹ کو بین الاقوامی سطح پر بہت سراہا گیا اور اسی کے مطابق پاکستان میں غیر سودی بینکاری /اسلامی بینکاری پر عملی کام کا آغاز ہوا۔ہم اپنے قارئین کی خدمت میں اس کی دوسری قسط پیش کررہے ہیں۔ یہ رپورٹ کونسل کی ۱۹۶۹ کی سفارشات، ۱۹۸۰ کی سفارشات اور ۱۹۸۴ کی سفارشات پر مشتمل ہے اور اس کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ ۱۹۸۸ میں مکمل ہوا...... جو قسط وار نذر قارئین ہے۔

(ح) قرض بعوض قرض

رقم دینے کا ایک قابل عمل طریقہ قرض کے بدلے قرض ہے۔اس کا طریقہ ایک سادہ مثال سے واضح ہوسکتا ہے فرض کیا زید کو بینک سے تین ماہ کے لئے ایک سو(۱۰۰) روپے درکار ہیں' بنک زید کو یہ غیر سودی قرض اس شرط پر دیتا ہے کہ زید اس کے بدلے دس روپے تیس ماہ کے لئے بینک میں امانت رکھوادے۔ زید تین ماہ بعد بینک کی رقم واپس کردیتا ہے لیکن بینک زید کو اس کی رقم تیس ماہ بعد واپس دے گا۔اور اس سارے عرصے میں وہ زید کی رقم کو نفع بخش کاروبار میں استعمال کرے گا۔اس طرح نہ تو زید بینک کو اپنے نفع میں سے حصہ دے گا اور نہ بینک زید کو اس کی رقم پر کچھ مزید ادا کرے گا۔تاہم کونسل سمجھتی ہے کہ اسے سودی نظام کے متبادل ایک مستقل نظام کی صورت دینا درست نہ ہوگا۔تاہم اگر مقصد یہ ہو کہ آمدنی والے افراد کو ان کی ذاتی ضروریات کے لئے قرض دینے کی گنجائش رکھی جائے تو وہ مجوزہ سکیم کے بجائے یہ طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے کہ بینک اپنے ہاں یہ اصول مقرر کرلے کہ نجی

☆البس وسطا لا لباس المترفين ولا لباس البائسين ولا تشهر نفسك بلباس وكن كعامة الناس. ☆

اور غیر پیدآوری کاموں کے لئے صرف ان لوگوں کو بلا سود قرض دے گا جن کا اکاؤنٹ پہلے سے ان کے ہاں موجود ہے۔قرضوں کی مقدار اوران کی واپسی کی میعاد مقرر کرنے میں بھی یہ بات پیش نظر رکھی جاسکتی ہے کہ اکاؤنٹ ہولڈروں کی کتنی رقم کتنی مدت کے لئے بینک میں موجود رہی ہے۔اس سلسلے میں موزوں قواعد وضوابط پاکستان بینکنگ کونسل وضع کرسکتی ہے۔

(ط)خصوصی قرضے

بینکوں اور مالیاتی اداروں کی جانب سے بعض ایسے منصوبوں اور مقاصد کی تکمیل کے لئے سود سے پاک خصوصی قرضے دیئے جائیں گے جوعوام کی فلاح وبہبود سے تعلق رکھتے ہوں لیکن نفع ونقصان میں شرکت یا کسی دیگر متبادل صورت میں انہیں سرمایہ فراہم کرنا ممکن نہ ہو۔جیسے غلے کی رسد اور قیمتوں میں استحکام پیدا کرنے کی غرض سے سرکاری حساب میں اناج کی خریداری یا ان چھوٹے کسانوں کو قرض کی فراہمی جو صرف اپنی گھریلو ضرورت کے مطابق غلہ پیدا کرتے ہیں۔تاہم مالی اداروں کی نفع آوری اور صلاحیت کار کو ان قرضوں کے ناگوار اثرات سے بچانے کے لئے ضروری ہوگا کہ ایسے قرضے صرف اتنی مقدار میں دیئے جائیں جس کے سوا چارہ نہ ہو۔اس سلسلے میں مالی اداروں کی رہنمائی کے لئے اسٹیٹ بینک ضروری اصول اور احکام وہدایات جاری کرسکتا ہے۔اسٹیٹ بینک ایسے قرضوں کے عمومی مالیاتی اداروں کو باز مالکاری (Refinance) کی سہولتیں بھی فراہم کرسکتا ہے۔

کونسل نے اس امر تجویز پر غور کیا کہ مندرجہ بالا قسم کے خصوصی قرضوں پر مالیاتی اداروں کو حق الخدمت (service chage) کی صورت میں کچھ معاوضہ لینے کا اختیار ہونا چاہئے تاکہ ان قرضوں کے انتظامی اخراجات پورے کئے جاسکیں۔لیکن کونسل اس نتیجے پر پہنچی کہ از روئے شریعت حق الخدمت کے طور پر صرف اتنی رقم وصول کی جاسکتی ہے جو کسی قرضے کے جملہ انتظامات پر درحقیقت خرچ ہوئی ہو اور ظاہر ہے ہر قرضے کے بارے میں الگ الگ یہ متعین کرنا کہ اس کے انتظامی امور پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے ناممکن سی بات ہے۔لہذا کونسل سفارش کرتی ہے کہ ایسے قرضوں پر حق الخدمت کے بجائے ''درخواست کی فیس'' وصول کی جائے جس کی مقدار قرض کی مقدار کے علی الرغم یکساں ہو۔امید ہے اس صورت میں بینک کو اخراجات کا ایک حصہ وصول ہوجائے گا۔اس کے علاوہ کوئی

اورحل یاتو مشکل ہوگا یا شریعت کے خلاف۔

اس سلسلے میں کونسل نے ایک اور تجویز پر بھی غور کیا جس میں کہا گیا تھا کہ جو بینک اور مالیاتی ادارے اسٹیٹ بینک کی فراہم کردہ باز مالکاری (Refinancing) کی سہولت سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ان میں حکومت تجارتی بینکوں کی اوسط منافع کی بنیاد پر، جو کسی قرضے کے بر سر کار رہنے کے دوران میں رہی، مالی امداد دے۔کونسل کی رائے میں اگر چہ ایسے خصوصی قرضوں کے عوض حکومت کی طرف سے بینکوں کو مالی امداد دینا فقہی اصطلاح میں سود کا لین دین نہیں لیکن اس تجویز سے بینکوں کو یہ تحریک ہوگی کہ مندرجہ بالاقسم کے خصوصی قرضے دیں تا کہ انہیں حکومت سے مالی امداد ملے، اس لئے اس تجویز کو پسندیدہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔لہذا بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ بینک اس قسم کے بلاسود خصوصی قرضے اپنے اس سرمائے میں سے مہیا کریں جس پر انہیں کھاتہ داروں کو کوئی منافع نہیں دینا پڑتا۔لیکن اگر بینکوں کے پاس ایسا سرمایہ مطلوبہ مقدار میں موجود نہ ہو تو بحالت مجبوری حکومت کی جانب سے مالی امداد کا طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔

کونسل کی رائے میں سود سے نجات حاصل کرنے کے لئے نفع ونقصان میں شرکت کے علاوہ مندرجہ بالاشق ہائے ج تا ط میں بیان کردہ متبادل طریقے بھی اختیار کئے جاسکتے ہیں۔

نفع ونقصان میں شرکت کے اصول پر سرمایہ کاری کا قابل عمل طریقہ

نفع ونقصان میں شرکت کی بنیاد پر سرمایہ کاری کا کوئی ایسا قابل عمل طریقہ دریافت کرنے کی غرض سے، جو ہمارے حالات سے مطابقت رکھتا ہو، کونسل نے ان تمام فقہی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جو شراکت ومضاربت کے موضوع سے تعلق رکھتی ہیں۔جہاں تک معاہدہ شراکت کی شرائط کا تعلق ہے ان کی رو سے کاروبار میں شریک تمام فریق یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ منافع کی تقسیم کے لئے، اس امر کا لحاظ کئے بغیر کہ کاروبار میں ان کے لگائے ہوئے سرمائے کا تناسب کیا ہے، کسی بھی نسبت پر اتفاق کرلیں۔

لیکن جہاں تک نقصان کا تعلق ہے اس کی تقسیم سختی کے ساتھ اس سرمائے کے تناسب سے ہوتی ہے جو انہوں نے کاروبار میں لگایا ہے۔لہذا مناسب ہوگا کہ نفع ونقصان میں شرکت کے مجوزہ نظام میں اس امر کا فیصلہ کہ مالیاتی اداروں اور تجارتی وصنعتی فرموں کے درمیان منافع کی تقسیم کس نسبت اور شرح سے ہو متعلقہ فریقوں کی صوابدید پر نہ چھوڑا جائے بلکہ اس کے انضباط کا فریضہ مرکزی بینک کے

سپرد ہونا چاہئے تاکہ ایک تو مالیاتی اداروں کے درمیان غیر صحت مندانہ رقابت کا سدباب ہو اور دوسرے مرکزی بینک کے لئے یہ ممکن ہو کہ وہ مختلف استعمالات کے لئے وسائل پیداوار کی تخصیص کے عمل کو قومی ترجیحات اور زرعی پالیسی کے مطابق متاثر کر سکے۔ نئے نظام میں متعلقہ فریقوں کے درمیان نفع ونقصان کی تقسیم کا عمل ان کے لگائے ہوئے سرمائے کے تناسب سے جاری رہے گا لیکن جہاں تک بینکوں اور مالیاتی اداروں کا تعلق ہے انہیں عام طور پر یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ اپنے کاروبار میں لگائے ہوئے سرمایے کے مطابق منافع کی رقم میں حصہ دار بنیں بلکہ ان کا حقیقی حصہ اس تناسب کے مطابق ہوگا جس کا تعین مرکزی بینک کرے گا۔ مثال کے طور پر کسی کاروبار میں کسی بینک کا منافع اس کے لگائے ہوئے سرمائے کے مطابق سو روپے ہے اور نفع کے تناسب کا تعین کرنے والے ادارے نے ۵۰،۵۰ کی نسبت مقرر کی ہے تو اس صورت میں بینک کو جو منافع ملے گا اس کی مقدار پچاس روپے ہوگی تاہم جہاں تک نقصان کا تعلق ہے اس کی تقسیم سختی کے ساتھ کاروبار میں لگائے ہوئے سرمائے کے تناسب سے کی جائے گی۔

نفع ونقصان کی تقسیم کے لئے فراہم کی جانے والی رقم کو اتنے دنوں سے ضرب دیا جائے گا جتنے دنوں تک سرمایہ استعمال میں رہا۔ چاہے وہ کاروباری ادارہ کے حصہ کا سرمایہ ہو یا اس کی فاضل نقدی ہو یا بینک کا قرضہ ہو۔ یا بینک کو فراہم کی جانے والی رقم ہو جو کاروبار میں کام آئے۔ اس طرح ایک مشترکہ نسب نما حاصل ہو جائے گا۔ چنانچہ تمام فریقوں کے حصہ کے سرمایہ کا حساب یومیہ حاصل ضرب کی بنیاد پر لگایا جائے گا۔ اس عمل میں بڑے سے بڑا جز بھی حاصل ضرب کا حساب لگانے کے لئے اس مدت سے تجاوز نہیں کرے گا۔ جس کا حساب لگایا جا رہا ہے کیونکہ یہی وہ مدت ہے جس میں عملی طور پر رقم لگی رہی اور کاروبار پر اثر انداز رہی۔ کاروباری اداروں سے معاملہ کرتے وقت بینک کے لئے ایک ایسی شق معاہدہ میں درج کرنا ہوگی جس کی رو سے اسے اپنی طرف سے ایک ڈائریکٹر مقرر کرنے کا اختیار ہو جو اس ادارہ میں بینک کے مفاد کی حفاظت کرے۔ بینک کو یہ اختیار بھی ہوگا کہ اس کاروبار کے سلسلے میں جس میں اس نے رقم لگائی ہے، حساب کتاب کی جانچ پڑتال کرے اور کاروبار کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرے۔

جہاں تک لمٹیڈ کمپنیوں سے بینکوں کے لین دین کا تعلق ہے، بینکوں کی ذمہ داری صرف اس رقم کی حد تک محدود ہوگی جو انہوں نے مالی امداد کی صورت میں فراہم کی ہے۔ لیکن اگر بینک، افراد، شراکتی

☆احتفظ بمذكرة في جيبك ترتب لك اعمالك وتنظم اوقاتك، وتذكرك بمواعيدك وتكتب بها ملاحظاتك. ☆

کاروبار یا دوسرے ایسے اداروں کو سرمایہ فراہم کریں گے جن کی ذمہ داری غیر محدود ہو تو بینکوں کی ذمہ داری بھی غیر محدود ہوگی۔تاہم ایسی صورتوں میں بینک یہ پابندی لگا سکتے ہیں کہ دوسرا فریق بینکوں کی سرمایہ کاری کے دوران کوئی مزید مالی ذمہ داری قبول نہ کرے اور یہ کہ اگر بینکوں کی منظوری کے بغیر ایسی کوئی ذمہ داری فراہم کی گئی تو بینک اس میں شریک نہیں ہوں گے۔

نئے نظام کی کامیابی کے لئے تحفظات

کسی مالی ادارہ کی کامیابی کا دارومدار اس پر ہے کہ لوگ بغیر کسی رکاوٹ کے اس کی لگائی ہوئی رقمیں واپس کرتے رہیں۔موجودہ نظام میں اگر کوئی فریق رقم کی واپسی میں تاخیر کرتا ہے تو بینک اس پر تعزیری سود عائد کرتا ہے۔سود کے خاتمہ کے بعد معاملہ کے فریقوں پر سے یہ دباؤ ختم ہوجائے گا۔کونسل کا خیال ہے کہ تعزیری سود کی جگہ کوئی ایسی تدبیر اختیار کرنا نہایت ضروری ہے جو شریعت کے مطابق بھی ہو اور لوگوں کو بروقت ادائیگی پر مجبور بھی کر سکے۔اگر کاروبار میں نقصان ہوجائے تو بات دوسری ہے۔ورنہ عدم ادائیگی یا تاخیر کی صورت میں جرمانہ عائد ہونا چاہئے۔جو ایک خاص مدت تک بڑھتا رہے۔لیکن جرمانے کی رقم بینک کے بجائے حکومت کے خزانے میں جمع ہونی چاہئے تاکہ یہ سود کی شکل نہ اختیار کرنے پائے۔تاخیر اور نادہندگی' اگر بغیر معقول وجہ کے ہو تو یہ نہ صرف خیانت ہے بلکہ نئے نظام کو ناکام بنانے کے مترادف ہے۔اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا ارتکاب کرنے والوں کو سخت ترین سزا دی جائے۔جس میں ان کے مال کی ضبطی بھی شامل ہو۔ساتھ ہی ایسے لوگوں کو بلیک لسٹ کر دینا چاہئے تاکہ یہ آئندہ کسی بینک سے روپیہ نہ لے سکیں۔

مجوزہ بالا طریقہ کار بینکوں کے علاوہ دوسرے مالی اداروں پر بھی منطبق کیا جائے گا۔

نئے نظام کی کامیابی کے لئے بینکوں کو یہ آزادی دینا ضروری ہے کہ وہ خالص کاروباری اصولوں اور بینکنگ کے معیارات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جس فریق کی مالی امداد کی درخواست مناسب سمجھیں' منظور کریں اور جس کی مناسب نہ سمجھیں مسترد کر دیں۔اس سلسلہ میں کونسل اس صورت حال کی طرف توجہ مبذول کرانا مناسب سمجھتی ہے جس سے ہمارے بینک پچھلے کئی سالوں سے دوچار ہیں۔یہ سب جانتے ہیں کہ سرکاری شعبہ میں چلنے والے بہت سے کاروباری ادارے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر رہے ہیں۔اور اپنی مصنوعات کی قیمتوں میں انتظامیہ کے کنٹرول کے تابع

ہیں۔چنانچہ انہیں یا تو مسلسل نقصان ہورہا ہے یا پھر برائے نام فائدہ اس کے باوجود بینکوں کو سرکاری ہدایات کے ذریعہ مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ان اداروں کی مالی ضروریات پوری کریں۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے اوپر بینکوں کے واجبات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔موجودہ صورت حال میں تو اس سے بینک کا صرف نفع متاثر ہوتا ہے لیکن نئے نظام کے تحت چونکہ امانت داروں کے منافع کا انحصار بینک کے نفع پر ہوگا اس لئے بینک کے نفع میں کمی کا مطلب امانت داروں کے نفع کے حصہ میں کمی ہوگا۔اس صورت حال کے پیش نظر کونسل اس امر کی پرزور سفارش کرتی ہے کہ نئے نظام میں ایسے تمام سرکاری کاروباری اداروں کو جو مستحکم بینک کاری کے معیار پر پورے نہ اترتے ہوں مالی امداد دینے کے لئے یا تو کوئی نیا ادارہ قائم کیا جائے یا پھر حکومت بینکوں کی طرف سے دیئے ہوئے ایسے سرمائے کی ادائیگی کی ذمہ داری لے اور اس پر اتنی مالی امداد دے جو متعلقہ مدت کے دوران میں بینک کے اوسط منافع کی شرح کے مساوی ہو۔

نئے نظام کی کامیابی کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ حسابات کی جانچ پڑتال کے نظام میں بنیادی اصلاحات کی جائیں اس وقت نہ صرف یہ کہ اس نظام میں بہت سی خامیاں ہیں بلکہ موجودہ قانونی ڈھانچہ میں تنقیح سازوں (آڈیٹرز) کے طریق کار پر نظر ثانی کی ضرورت بھی ہے۔تاکہ تنقیح کا نظام زیادہ آزاد ہوسکے۔اس سلسلے میں مندرجہ ذیل انتظامات قابل غور ہیں۔

(الف) مالی اداروں کو یہ اختیار ہونا چاہئے کہ وہ جس کاروباری ادارہ کو رقم فراہم کریں اس کے حسابات کی تنقیح کے لئے اپنے تنقیح ساز مقرر کرسکیں۔اس سے تنقیح سازوں میں تحفظ کا احساس بھی پیدا ہوگا۔اور وہ اپنے فرائض کی ادائیگی بھی آزادی سے کرسکیں گے۔

(ب) بینکوں سے مالی امداد کے طلب گار اداروں کے لئے لازم قرار دیا جائے کہ وہ لاگت کے تعین کا نظام قائم کریں اور اس کی تنقیح بھی کرائیں۔اب تک زیادہ تر کمپنیاں ایسا نہیں کرتیں۔چنانچہ تنقیح سازوں کو پتہ نہیں چلتا کہ مصنوعات پر مختلف قسم کے کیا کیا مصارف کئے گئے ہیں۔

(ج) مالی اداروں کے تنقیحی شعبہ کو باحسن طریق منظم کیا جائے تاکہ یہ دوہری جانچ کرکے اپنا اطمینان کرلیں۔اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کاروباری ادارے اپنے ریکارڈ سلیقہ سے رکھیں گے۔اور ہر تیسرے یا چھٹے مہینہ حاصل ہونے والے نفع کے بارے میں نسبتاً زیادہ صحیح اندازہ ہوسکے گا۔

(د) انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹس کو تنقیح سازوں کی دوران کار تربیت کے کورس شروع کرنے

چاہئیں تا کہ انہیں یہ ملکہ حاصل ہو جائے کہ وہ نفع چھپانے کے حسابی حیلوں سے واقف ہو جائیں۔

(ھ) انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹس کو غیر سودی معیشت کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایک نئے تحقیقی نظام کو دریافت کرنے کے لئے تحقیق کرنی چاہئے۔اس پر جو مصارف اٹھیں وہ حکومت اور مالی ادارے دونوں مل کر برداشت کریں۔

(و) حکومت کو ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دینا چاہئے جو موجودہ کمپنیوں کے قانون، چارٹرڈ اکاؤنٹس، انکم ٹیکس کے قانون اور سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج آرڈیننس اور دیگر متعلقہ قوانین کا جائزہ لے اور موجودہ تحقیقی نظام کو غیر سودی بینک کاری کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے لئے سفارشات پیش کرے۔کمیٹی کو یہ بھی طے کرنا چاہئے کہ اگر کسی شخص کے خلاف نفع کو چھپانے کی دانستہ کوشش پکڑی جائے تو اس کے خلاف کس نوعیت کی قانونی کارروائی کس طرح کی جانی چاہئے۔

اب تک ہمارا نظام بینک کاری برطانیہ کی روایتی ڈگر پر چل رہا ہے۔اس رپورٹ میں تجویز کردہ طریقے کے مطابق بینکوں کو چلانا جتنا بڑا انقلابی قدم ہے، کونسل کو اس کا پورا احساس ہے۔تاہم اگر بین الاقوامی سیاق وسباق میں دیکھا جائے۔تو معلوم ہوگا کہ اس مجوزہ نظام کی بعض شکلیں دوسرے ممالک میں کامیابی سے چل رہی ہیں۔مثال کے طور پر جرمنی کے بینک شروع ہی سے خاص مقدار میں حصہ داری کی سرمایہ کاری اور قرض دہی کررہے ہیں۔اس لئے ان کو کل مقصدی بینک کہا جاتا ہے۔جاپان میں بھی دوسری جنگ عظیم سے پہلے تجارتی بینک باقی ماندہ حصص کی خرید کا کام کرتے تھے۔جنگ کے بعد بھی یہ بینک اس کاروبار پر اثر انداز ہوتے رہے ہیں۔فرانس میں بھی کاروباری بینک حصہ داری کی بنیاد پر سرمایہ کاری کا کام کرتے ہیں۔ایسے بینک وہاں خاصی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔گذشتہ سالوں میں کئی ممالک میں تجارتی بینکوں نے سرمایہ کاری کے جدید طریقے اختیار کرنا شروع کئے ہیں۔جیسے پٹہ داری، ملکیتی کرایہ داری اور قرضوں کو حصہ داری کی بنیاد پر منتقل کرنے کے سودے۔

کونسل کو یہ احساس ہے کہ اس نے جو نیا نظام تجویز کیا ہے اس کے تحت بینک اور دوسرے مالی ادارے جس ادارہ کو بھی مالی مدد دیں گے اس کے انتظامی فیصلوں میں دخل اندازی بھی کرنا شروع کردیں گے۔بہرحال ایسی مداخلت مالی ادارے موجودہ حالات میں بھی کرتے ہیں جن میں سود پر قرضے دیئے جاتے ہیں۔مثال کے طور پر قرض کے معاہدہ میں بعض ایسی سخت شرائط رکھی جانے لگی ہیں جیسے مقروض ادارہ کے ڈائریکٹروں میں اپنے ڈائریکٹر کی نامزدگی یا جیسے یہ شرط کہ مقروض ادارہ اپنے نئے سرمایہ حصص کے اجراء سے قبل یا مزید طویل المیعاد قرضوں کے حصول سے قبل یا منافع

کے اعلان سے پہلے مالی ادارہ کی اجازت حاصل کرے گا۔ان معاہدات میں مالی ادارہ کو یہ اختیار بھی حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے تنقیح ساز مقرر کریں اور اگر کسی وقت مناسب سمجھیں تو مقروض کمپنی کا نظم ونسق سنبھال لیں۔مالی ادارے صرف یہی ذمہ داری نہیں لیتے کہ وہ غیر فروخت شدہ حصص خرید لیں گے، بلکہ کاروباری ادارہ سے یہ معاہدہ بھی کرتے ہیں کہ وہ ان سے یہ حصص پھر خرید لیں۔اس طرح یہ ادارے کفالت ہی نہیں قبول کرتے بلکہ کاروباری ادارہ پر یہ شرط بھی عائد کرتے ہیں کہ وہ نفع اور کمیشن کی معینہ رقم کی ذمہ داری لیں۔

یہ امر واقعہ ہے کہ بینکوں کا مزاج ان کے عملی ضوابط اور ان کا طریقہ کار سب قومی ترجیحات اور ان مخصوص حالات سے متعین ہوتے ہیں جو ملک میں پائے جاتے ہیں۔مثال کے طور پر امریکہ اور برطانیہ کا معاملہ لیجئے۔ان دونوں میں ایک طویل عرصے سے سیاسی وابستگی چلی آرہی ہے۔خاندانی اور نسلی تعلقات ہیں'اس کے باوجود امریکہ میں بینکاری نظام ایک بالکل جدید طرز پر پروان چڑھا ہے۔کیونکہ وہاں کے مقامی حالات اور معاشرتی طرز عمل کا تقاضا یہی ہے۔پھر وقت کے تقاضوں میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ برطانوی بینکوں نے بھی قلیل المیعاد قرضے دینے کے روایتی طریقہ کو چھوڑ کر دوسری جنگ عظیم کے بعد درمیانی مدت کی سرمایہ کاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ گذشتہ چند سالوں میں برطانیہ میں نجی بچت کاری کے اداروں جیسے پنشن فنڈ' سرمایہ کاری کے ادارے' بیمہ کمپنیوں وغیرہ نے حصہ داری اور طویل المیعاد سرمایہ کاری میں تقریباً ویسا ہی کردار ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔جیسا کہ جرمنی میں تجارتی بینکوں نے کیا۔اس قسم کے ادارے برطانیہ اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں کمپنیوں کے فیصلوں پر بھرپور دباؤ ڈالتے ہیں۔

مختلف ممالک میں بینک اور دوسرے مالی ادارے جن نئے نئے طریقوں سے کام کر رہے ہیں اور اپنے اپنے ملک میں جو کردار انجام دے رہے ہیں اس کے پیش نظر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کونسل کے تجویز کردہ خطوط پر بینک کاری کی تنظیم نو ایک ایسا تجربہ ہے جس پر کہیں عمل نہیں ہوا۔لیکن اس کے ساتھ ہی اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بینک اور مالیاتی اداروں سے سود کا قلع قمع ایک جرات مندانہ اقدام ہے۔اور جس طرح ہر جدید نظام کو ابتداء میں مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے'اس کو بھی کرنا پڑے گا۔کونسل کا خیال ہے کہ اگر اس کے مجوزہ طریقہ کار کو ایک بار عملی جامہ پہنادیا گیا اور لوگوں نے اس میں سرگرمی سے حصہ لیا تو یہ تجربہ اپنے ارتقائی مراحل' تیزی سے طے کرے گا اور مسائل اور مشکلات کے عملی حل دریافت ہوتے جائیں گے۔(جاری ہے)

اس ماہ ربیع الاول میں صرف نعتیں اور تقریریں ہی نہ سنیں بلکہ
خود اپنے پیارے نبی ﷺ کی سیرت کا مطالعہ بھی کریں

بچوں کے لئے سیرتِ رسول اکرم پر ایک مختصر کتاب

ضیاء النبی (ﷺ)

(بچوں کے لئے)

از: جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری

ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور......اردو بازار کراچی